"فکر و نظر کا ایک مضمون "اقبال مسجد قرطبہ میں"

ماہنامہ "فکر و نظر" بابت ماہ ستمبر ۱۹۷۰ء میں جناب صدیق جاوید کا ایک مقالہ بعنوان "اقبال مسجد قرطبہ میں" شائع ہوا ہے۔ جس کی بھرپور تردید کرتے ہوئے مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ "اقبال مسجد قرطبہ میں" جیسے مضامین کی اشاعت پر کڑی نظر رکھنے کی اشد ضرورت ہے۔ (ص ۱۳۴) کیونکہ یہ مضمون غلط بیانیوں سے پُر ہے اور "حقائق اور واقعات کے اعتبار سے قطعی بے بنیاد ہے اور محض واقعہ نگاری کا ایک ایسا نمونہ ہے جو سراسر تخیل اور تصور کی پیداوار ہوتا ہے۔ اس میں بہت سی باتیں واقعاتی اور تاریخی لحاظ سے غلط ہیں"۔ (ص ۱۳۵)

اصل مضمون کے مصنف جناب محمود الرحمٰن کا یہ مضمون جس کی تردید کی ضرورت جناب صدیق جاوید نے محسوس کی روزنامہ "جنگ" (کراچی) کے اقبال ایڈیشن (۲۲ اپریل ۱۹۷۰ء) میں شائع ہوا تھا۔ میرے علم میں یہ بات پہلی بار "فکر و نظر" کے ذریعہ آئی کہ یہی مضمون "اوراق گم گشتہ" نامی کسی کتاب میں بھی شامل ہے جو اقبال سے متعلق غیر مدون تحریروں پر مشتمل ہے۔ اور جس کے مرتب رحیم بخش شاہین ہیں۔

"جنگ" کے اقبال ایڈیشن میں زیر نظر مضمون کے شائع ہوتے ہی میں نے ایک مراسلہ میں اس کے مندرجات کی حقائق و واقعات کی روشنی میں بھرپور تردید کی جو "جنگ" (۲۵ اپریل ۷۰ء) میں شائع ہوا۔ اس مراسلے کے بعض فقرے بعینہٖ وہی ہیں جو جناب صدیق جاوید کے متذکرہ بالا مضمون کے ص ۱۳۶ کے نصف اوّل میں شائع ہوئے ہیں۔ اصل مضمون نگار جناب محمود الرحمٰن کی حقائق سے بے خبری اسی سے ظاہر ہے کہ انہوں نے سر ٹامس آرنلڈ کی مشہور کتاب "Preaching of Islam" کو دیکھا تک نہیں۔ اور نہ ہی ان کی نظر سے اس کا اردو ترجمہ بعنوان "دعوت اسلام" گزرا ہے۔ ورنہ وہ کبھی یہ غلطی نہ کرتے کہ یہ کتاب چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ ایسے ہی انہیں یہ بھی معلوم نہیں تھا۔ کہ سر ٹامس آرنلڈ ایک پہلو دار شخصیت تھے اور عربی زبان پر عبور رکھنے کے علاوہ وہ فلسفہ اور فن مصوری کے بھی ایک بلند پایہ عالم تھے۔ انہوں نے اسلام میں مصوری پر بھی ایک کتاب لکھی تھی۔ ان کی تصنیفات کی ایک مفصل فہرست نجیب العقیقی نے اپنی تالیف "المستشرقون" (طبع دار المعارف قاہرہ ۱۹۶۵ء) کی دوسری جلد کے ص ۵۰۴ - ۵۰۵ پر دی ہے۔ جس میں دعوت اسلام

اور Painting in Islam کے علاوہ العقیدہ الاسلامیہ (طبع ۱۹۲۸ء) کتاب الاسلامی (طبع ۱۹۲۹ء) شریف رضی کی کتاب المنیتہ والامل کا ایک باب جو معتزلہ کے بارے میں ہے شامل ہیں۔ سر ٹامس آرنلڈ ۱۸۶۴ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۰ء میں لندن میں فوت ہوئے۔ Robert Briffat کے قلم سے ان کا مختصر سا ترجمہ جو جرنل آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی (۱۹۳۵ء) میں شائع ہوا نجیب العقیقی کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔

تعلم فی کیمبریدج وقضی عدۃ سنوات فی الھند، استاذاً فی جامعہ علیجرۃ (۱۸۸۸-۹۸) واُستاذاً للفلسفۃ فی لاھور (۱۸۹۸-۱۹۰۴) ومُساعداً لأمین مکتبہ دیوان الھند (۱۹۰۴-۹)۔ وھو أول من جلس علی کرسی الأستاذیۃ فی قسم الدراسات العربیۃ فی مدرسۃ اللغات الشرقیۃ بلندن (۱۹۰۴) ثم اختیر عمیداً لھا (۱۹۲۱-۳۰) وقد زار مصر فی اوائل سنۃ ۱۹۳۰۔ وحاضر فی الجامعۃ المصریۃ عن التاریخ الاسلامی۔ (المستشرقون الجزء الثانی۔ طبع ۱۹۶۵ء۔ ص ۵۰۴)۔

نیز یہ امر بھی قابل غور ہے کہ جب جنوری ۱۹۳۳ء میں علامہ اقبال نے سپین کا سفر اختیار کیا تو کیا وہ اس قدر غیر معروف اور بے اثر شخصیت تھے کہ سپین جانے کے لئے انہیں سر ٹامس آرنلڈ کا سہارا لینا پڑا۔ ۱۹۳۳ء تک علامہ کی شہرت یورپ کے مختلف ملکوں میں پھیل چکی تھی۔ پروفیسر نکلسن جیسے فاضل روزگار ان کی بعض تصانیف کے انگریزی تراجم شائع کر چکے ہیں۔ اور علامہ کا گول میز کانفرنس میں مندوب کی حیثیت سے شریک ہونا ہی ان کی سیاسی اہمیت کی دلیل ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہے کہ اس زمانہ میں سپین کے سفر پر اس ملک کی حکومت کی جانب سے کوئی پابندی عائد نہ تھی۔

بزمی انصاری

****